ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اقبال احمد شاہ

پی۔ایچ۔ڈی سکالر شعبہ اردو، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

ڈاکٹر محمد آصف

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

کراچی کی تمدنی تشکیل، مسائل اور فہمیدہ ریاض کا ناول "کراچی"

Iqbal Ahmad Shah
PhD Scholar, Department of Urdu, B.Z.U Multan.
Dr. Muhammad Asif
Assistant Professor, Department of Urdu, B.Z.U Multan.

The Cultural formation, issues of Karachi and Novel of Fehmida Riaz,"Karachi"

Karachi has always enjoyed the status of being the central city of Indus Valley Civilization. It is home to the heritage of the civilizations of Mohenjo-Daro, Harappa and Kot Deji which reflects its antiquity. That's why, the foreign invaders have been invading it. The Aryan, Muhammad Bin Qasim, The Mughals and The English have ruled this city. Then, post partition settlement of migrants and overpopulation gave rise to those issues in Karachi which continue to plague it even today. Fahmeeda Riaz's Novel, "Karachi" indicates those challenges. This novel may well be regarded as an Elegy of Karachi.

Keywords: *Karachi, Indus valley civilization, Fahmeed Riaz,Novel,issues.*

کراچی کی بنیادی پہچان ایک تمدنی، کاروباری اور صنعتی شہر کی ہے۔ایک طرف تو کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے تو دوسری طرف ملک کی سب سے بڑی بندر گاہ بھی اسی شہر میں واقع ہے۔قیام پاکستان کے ابتدائی دس برس تک یہ اسلامی دنیا کی سب سے بڑی مملکت کا صدر مقام رہا اس لیے یہاں ہر طرح کی گہما گہمی اپنے عروج پر رہی ہے۔تاریخ کے دریچوں میں جھانکیں تو پتا چلتا ہے کہ کراچی سالہا سال سے سندھ کا ایک اہم شہر رہا ہے۔سندھ ، جسے وادی مہران بھی کہا جاتا ہے، یہاں موہن جو داڑو، کوٹ ڈیجی اور ہڑپہ کے تہذیبی رنگ اپنی پوری آب و تاب

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

کے ساتھ موجود دکھائی دیتی ہے۔ وادی سندھ کی معلومیہ تاریخ تقریباً ساڑھے پانچ ہزار سال ہے۔ کراچی اس تہذیب کا سپوت ہے، جس کے دامن میں صدیوں کی تاریخ محفوظ ہے۔

وادی سندھ کی تہذیب دراصل موہن جو داڑو اور ہڑپہ جیسے قدیم تہذیبی مراکز کی حامل تھی جو اپنی تہذیب،ترقی،ہنرمندی اور قابلیت کے باعث بیرونی حملہ آوروں کے لیے ہمیشہ کشش کا باعث رہی ہے۔اس لیے آریاء وہ پہلے حملہ آور تھے جو اس سرزمین پر وارد ہوئے۔ آریاؤں کی آمد کے وقت سندھ میں تمدن کی شمع روشن تھی۔ موہن جو داڑو اور ہڑپہ اس کے باقیات الصالحات میں تھے جس پر یقیناً آریاؤں کا اثر پڑا اور ان کے رسم ورواج رہن سہن کے طریقے اور عقائد نووارد فاتحین سے متاثر ہوئے۔ مگر یہ ایک جیتی جاگتی حقیقت ہے کہ آریا بھی اس تہذیب کے اثرات سے اپنا دامن نہ بچاسکے۔ گویا یہاں فاتح اور مفتوح کی تہذیب ایک دوسرے سے متاثر ہوتی دکھائی دیتی ہے۔

آریاء کا یہ اثر گرچہ وادی سندھ کی تہذیب پر پڑا مگر اس کی گہرائی اور شدت ویسی نہیں تھی جیسی آنے والے وقتوں میں محمد بن قاسم اور مسلمانوں کی پڑی۔ سندھ کے لوگوں کے محمد بن قاسم کی آمد سے قبل ہی عرب اور یونان سے تجارتی مراسم قائم ہو چکے تھے۔ ایسے میں محمد بن قاسم کی سندھ آمد خالصتاً سیاسی اور عسکری نوعیت کی تھی۔ مگر یہ آمد سندھ کی تہذیبی و مدنی تشکیل میں بھی ایک انقلابی تغیر ثابت ہوئی۔ محمد بن قاسم سندھ کے راستے بر صغیر میں وارد ہوا۔ دیبل (کراچی) میں راجہ داہر کو شکست دیتا ہوا ملتان تک اپنی فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑتا چلا گیا۔ اس فتح و کامرانی کے اثرات سیاسی سطح سے کہیں زیادہ مدنی، تہذیبی اور مذہبی طح پر ظاہر ہونا شروع ہوئے۔ ہندوستانی معاشرہ جو کہ ذات پات، اونچ نیچ، اعلیٰ و ادنیٰ کے بے رحم چنگل میں بری طرح پھنسا ہوا تھا، اسلام کی روشنی ، رواداری، مساوات، اخوت، برابری اور اس کی اصل روح سے از حد متاثر ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ مقامی لوگوں کی ایک کثیر تعداد دائرہ اسلام میں داخل ہوئی۔ محمد بن قاسم سرزمین عرب سے اسلام کے نور اور مساوات کے درس کے ساتھ ساتھ ایک مخصوص تہذیب اور تمدنی روایات بھی لے کر ہندوستان داخل ہوئے تھے۔ ان تہذیبی و تمدنی روایات کا اثر کراچی سے ملتان تک کے علاقے کی مقامی آبادی پر پڑا اور مقامی اور عربی تہذیب اور تمدنی روایت میں انجذاب و قبول کا عمل شروع ہوا اور معاشرے میں اس آمیزش کے اثرات بخوبی دکھائی دیے جانے لگے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"اب دیبل سے ملتان تک کھجور کی جو نئی پود نظر آئی اس کے درختوں کا قد و قامت پہلے سے زیادہ مختلف نہ ہوتا مگر اس میں جو خوشے لگتے ان کا رنگ، روپ اور ذائقہ کچھ بدلا ہوا ضرور ہوتا۔"(۱)

محمد بن قاسم کی سندھ آمد کے اثرات متنوع تھے۔ مقامی آبادی نے ایک طرف اپنے مذہب اور عقائد کو تبدیل کیا جس سے عربی زبان کی آگاہی اور وقعت بڑھی اور مقامی آبادی نے عربی زبان سیکھنے کی سعی کی تو دوسری طرف عربی سے یہ رغبت اردو زبان کی بنیاد پڑنے کے ساتھ ساتھ سندھی اور اردو زبان کے رسم الخط کی تشکیل میں بھی معاون ثابت ہوئی۔ پھر یہ اثرات محض مقامی آبادی پر ہی نہیں پڑے بلکہ اسلام نے بھی مقامی تہذیب کو جذب و قبول کیا۔ شیخ محمد اکرام اس باہمی جذب و قبول کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان تعلقات کے علاوہ بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ اسلام میں تصوف کا آغاز بھی ہندوستانی اثرات کی وجہ سے ہوا۔"(۲)

سلطان محمود غزنوی اور خلجی خاندان کے اقتدار سے ہوتا ہوا سندھ مغلوں کے زیر اثر آیا تو مغلوں نے اپنے اقتدار کے استحکام، سیاسی مقاصد اور انتظامی چالوں کے لیے یہاں جاگیریں عطا کیں اور زمیندارانہ نظام کو فروغ دیا۔ سید مظہر جمیل اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"مغلیہ خاندان کے مقرر کردہ گورنر اور نائبین کو یہاں بہت اثر و رسوخ حاصل رہا ہے۔ جس کی وجہ سندھ کی دارالخلافہ سے دوری تھی۔ چنانچہ مغلوں کو بھی بہت حد تک مقامی امراء قبائلی سرداروں اور دوسرے با اثر لوگوں پر انحصار کرنا پڑا اور انہوں نے با اثر سرداروں کو جاگیریں عطا کر کے اپنے پایہ اقتدار کو مضبوط بنائے رکھا۔"(۳)

سندھ انگریزی عمل داری میں ۱۸۴۳ء میں آیا۔ سردار ہوش محمد خان عرف جنرل ہوشو نے گرچہ "مرسوں، مرسوں، سندھ نہ ڈیسوں" کا نعرہ لگایا لیکن ان کی شہادت بھی سندھ پر انگریزی تسلط کو نہ روک پائی۔ یوں سندھ پر انگریزوں کی حکمرانی ہوئی اور سندھ خاص طور پر کراچی کو بمبئی ریزیڈنسی کے دوسرے درجے کے افسروں کے ماتحت کر دیا گیا(۴)۔ انتظامی سطح پر انگریزوں نے گرچہ ترقیاتی کام بھی کروائے اور ریلوے اور زراعت کے شعبوں کو ترقی ہوئی تاہم انگریزوں نے بھی مغلوں کے زمیندارانہ نظام کو نہ صرف تحفظ دیا بلکہ جاگیرداروں، زمینداروں اور گدی نشینوں کی وفاداریاں خریدنے کی غرض سے انہیں مزید جاگیریں بھی عطا کیں۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

قیام پاکستان سے پہلے کراچی کو سندھ کی سیاسی تہذیبی، تمدنی اور معاشی زندگی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل تھی اور سندھ بھر کی تقریباً ساری صنعتیں اس شہر میں قائم ہو چکی تھیں۔ لہذا یہ شہر تقسیم ہند سے پہلے ہی تجارتی، سیاسی، تمدنی اور سماجی سرگرمیوں کا مرکز بن چکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی دارالسلطنت کے حوالے سے اس شہر کو ہی چنا گیا۔ اور یہیں سے اس شہر کی تہذیبی، تمدنی، سیاسی، سماجی اور معاشی زندگی کا وہ دور شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔

تقسیم ہند اور ہجرت کے دور پر آشوب میں اس مملکت خداداد کی راجدھانی کراچی مہاجرین کی ایک کثیر تعداد کی آباد کاری بنا۔ مختلف علاقوں اور خطوں سے آنے والے یہ کثیر تعداد مہاجرین اپنے ساتھ مستقبل کے حسین خوابوں کے ساتھ ساتھ وہ تہذیب بھی لائے جس میں وہ پلے بڑھے تھے۔ گویا انسانوں کا ایک وسیع سمندر تھا جو ٹھاٹھیں مارتا ہوا کراچی سے ٹکرایا اور ایک ایسے طوفان بلاخیز کی شکل اختیار کر گیا جسے آج تک سنبھالا نہیں جا سکا۔ سید مظہر جمیل لکھتے ہیں:

> "شہر کے اندر اور باہر تمام پختہ و نیم پختہ عمارتیں چھپر، سائبان، احاطے، کھلے میدان مہاجر کیمپوں میں تبدیل ہو گئے تھے۔ راتوں رات بانس اور چٹائیوں کی جھونپڑی کی جھگیوں کے جنگل کے جنگل اگ آئے تھے جن میں لٹے پٹے بے آسرا لوگ زندگی گزار رہے تھے جنہیں بنیادی شہری سہولتیں تک میسر نہ تھیں۔"(۵)

اس ساری صورت حال سے بنیادی انسانی المیے نے جنم لیا جس میں مہاجرت کی آباد کاری، الاٹ منٹ، ماضی سے لگاؤ، مستقبل سے ناامیدی اور عدم تحفظ کے مسائل شامل تھے جن کا براہ راست اثر کراچی کی تہذیبی، مدنی اور سماجی زندگی پر پڑا۔ صاف ظاہر ہے کہ اتنی کثیر تعداد کی آبادی کو اتنی جلدی بنیادی شہری سہولتیں مہیا کرنا ممکن ہی نہیں تھا۔ آبادی اور افراتفری کے اس اژدھام نے کراچی کی مدنی زندگی کو جکڑ کر رکھ دیا۔ کثیر آبادی کے قیام کے لیے بڑی بڑی مگر تنگ و تاریک عمارتیں کھڑی کی گئیں، کمرشل ایریا بنے، نئی نئی بستیاں وجود میں آئیں اور گھروں اور انسانوں کا ایک جنگل کھڑا ہو گیا۔

پاکستان دارالسلطنت ہونے سے پہلے ہی کراچی میں صنعتی طور پر کافی ترقی ہو چکی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد بھی یہاں کافی صنعتیں لگائی گئیں۔ اس ساری صورت حال میں یہ شہر ملک بھر کی سیاسی، سماجی اور معاشی سرگرمیوں کے مرکز کے طور پر ابھر کر سامنے آیا۔

قیام پاکستان سے پہلے تک کراچی کی حیثیت ایک مدنی مرکز کی سی تھی۔ ایک ایسا مدنی مرکز جو صنعتی شہر بھی تھا۔ اور ایک بندر گاہ بھی، صنعتی، سیاسی اور سماجی ترقی کے برعکس یہاں شعر و ادب اور ثقافت کے رجحانات کم کم ہی تھے۔ ڈاکٹر اشرف کمال اس صورت حال کی عکاسی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" قیام پاکستان سے پہلے کراچی کو وہ علمی و ادبی مقام حاصل نہیں تھا جو کہ دہلی ، لکھنو ، بھوپال، لاہور، بمبئی، یا برصغیر کے دوسرے بڑے شہروں کو حاصل تھا۔"(۶)

بڑے ادبی مراکز سے دوری کے باعث اس شہر میں شعر وادب کے حوالے سے وہ رویے سامنے نہ آسکے جو ان شہروں میں موجود تھے۔ اس کے علاوہ گرچہ کراچی ایک عرصے تک بمبئی کا حصہ رہا لیکن اس الحاق میں کراچی کی حیثیت ثانوی نوعیت کی تھی، مرکزی حیثیت بمبئی کو ہی حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ تقسیم ہند سے قبل کوئی مربوط اور اجتماعی ادبی رجحانات اس شہر میں نہیں ملتے۔ یوں اس شہر کو اپنی بندر گاہ، تجارت، اقتصادیات اور معیشت کے باعث مدنی حیثیت حاصل تھی۔

قیام پاکستان کے بعد بھانت بھانت کے لوگوں کا ہجرت کر کے اس شہر میں آن بسنا ایک طرف تو انسانی المیے کی تخلیق کا باعث بنا تو دوسری طرف اس کا براہ راست فائدہ اس شہر میں شعر وادب کو ہوا۔ متنوع تہذیبی پس منظروں کے حامل یہ افراد اپنے ساتھ شعر و ادب کی شاندار روایت بھی لے کر آئے۔ یوں یہاں ایک ایسی تخلیقی اور ادبی روایت کا آغاز ہوا جو اس سے پہلے اس شہر میں مفقود دکھائی دیتی تھی۔ عظمی فرخ اس حوالے سے لکھتی ہیں:

"کراچی شہر کے دامن میں علم و ادب دے ایسے گوہرہائے آب دار جمع ہو گئے جنہیں برسوں بلکہ صدیوں اعلیٰ تہذیبی و ثقافتی اقدار نے سینچا تھا۔ ہندوستان کے جن شہروں سے لوگ ہجرت کر کے یہاں آئے۔۔۔۔ وہ علاقے تھے جہاں علم و ادب کے قدم مضبوطی سی جمے ہوئے تھے اور یہ اعلیٰ اخلاقی، علمی و تہذیبی قدروں سے مالا مال تھے۔"(۷)

۱۹۴۷ء کی تقسیم اور ہجرت کے عمل سے گزر کر سینکڑوں کی تعداد میں شاعر، ادیب، تخلیق کار کراچی منتقل ہوئے۔ یوں کراچی کی تمدنی زندگی میں تہذیب و ثقافت کی ایک بہار دیکھنے میں آئی۔ مختلف تہذیبوں کے حامل افراد کے باہم ربط سے ایک ایسی تہذیبی صورت حال سامنے آئی جس میں ہر تہذیب کے رنگ موجود تھے۔

افراد کے ساتھ ساتھ کئی ادبی و علمی تنظیمیں اور رسائل بھی ہجرت کے عمل سے گزر کر کراچی منتقل ہوئے۔ تنظیمی طور پر کراچی منتقل ہونے والوں میں ایک اہم اور معتبر حوالہ ’’انجمن ترقی اردو‘‘ کراچی ہے جس کی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

منتقلی خاصی تغیر آفرین ثابت ہوئی اور کراچی کی علمی و ادبی فضا میں تلاطم برپا ہوا۔ انجمن کے تحت مطبوعات سازی کا سلسلہ شروع ہوا، جس کے تحت لغات، تواریخ، تذکرے، ادبیات، تعلیم، معاشیات، سائنس، فلسفہ، تنقید اور تحقیق کی لاتعداد کتب شائع کی گئیں اور یہ سلسلہ دور حاضر تک جاری ہے۔ اس عمل سے کراچی کا مدنی مرکز سے تہذیبی مرکز کی طرف سفر شروع ہوا۔ صنعتوں اور فیکٹریوں کے ساتھ ساتھ ادبی اور تعلیمی ادارے بھی قائم ہونے شروع ہوئے۔ مادے کے ساتھ ادب پر بھی توجہ شروع ہوگئی اور تعلیمی و ادبی سرگرمیوں کا سلسلہ چل نکلا۔

> "انجمن ترقی اردو اور کچھ ایسی اور ادبی تنظیموں کے ساتھ ساتھ کچھ ادبی رسائل بھی کراچی منتقل ہوئے۔ ان قابل ذکر رسائل میں نگار، اردو، ساقی، نیادور اور افکار شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ قومی زبان، ماہ نو، طلوع افکار، اقدار ایسے رسائل ہیں جو ان رسائل کی دیکھا دیکھی ہجرت کے بعد کراچی سے شائع ہونا شروع ہوئے۔"(۸)

ان رسائل کے اجراء سے نہ صرف تخلیقی رویوں کو فروغ ملا اور اردو ادب میں نئی نئی تخلیقات اور موضوعات آئے بلکہ ایسی علمی و ادبی، تحقیقی و تنقیدی فضاء قائم ہوگئی جس کی پرچھائیاں اس سے پہلے کراچی کی علمی و ادبی فضاء میں محسوس نہیں کی گئی تھیں۔ ان عوامل و محرکات اور سرگرمیوں کا براہ راست اثر کراچی کی مدنی اور تہذیبی زندگی پر پڑا اور ایسی تہذیبی صورت حال دکھائی دینے لگی۔ جس میں علم و ادب کو اہمیت دی جانے لگی تھی۔

ایک طرف تو کراچی میں علمی، ادبی اور تخلیقی، تہذیبی و مدنی صورت حال کے نقوش ابھر رہے تھے تو دوسری طرف کراچی کی سماجی زندگی زبوں حالی کا شکار تھی۔ مہاجرین کی آبادکاری کے مسائل، بنیادی شہری سہولتوں کی عدم فراہمی، لسانی و سماجی تفرق، الاٹ منٹ میں دھاندلی نے جہاں مہاجرین میں بے چینی اور اضطراب پیدا کیا وہیں پر ماضی پرستی کے رویوں کو بھی پروان چڑھنے کا موقع میسر آیا۔ نئے ماحول سے عدم مطابقت کے باعث ماضی سہانا اور خوب صورت دکھائی دینے لگا اور ماضی کی یاد کے باعث تنہائی اور ناسٹلجیائی کیفیت پروان چڑھی۔ پھر آبادی کی کثرت کے باعث کراچی کی شہری زندگی کے ساتھ وہ کھلواڑ شروع ہوگیا جو اب تک جاری ہے۔ گرچہ ہجرت کے فوراً بعد مخلوط لسانی اور تہذیبی سرگرمیاں دیکھنے میں آئیں اور سندھی مہاجر اخوت کا مظاہرہ کیا گیا لیکن جلد ہی شہری و دیہی زندگی کے تضادات، بیرون سندھ لوگوں کی یلغار اور حکومتی پالیسیوں نے مہاجروں کے اندر نہ ختم ہونے والا احساس محرومی پیدا کر دیا۔ یوں کراچی میں مذہبی، لسانی منافرت شروع ہوئی۔ حقوق اور وسائل کی عدم مساوات نے سٹریٹ کرائمز کو وسعت دی اور کراچی کا مدنی معاشرہ ان عوامل میں گھر گیا جو آج تک اس کی جان کے درپے ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اس صورت حال نے کراچی کے باشندوں میں تصادم کی فضا کو پروان چڑھایا جس کے نتیجے میں خوف اور دہشت کی فضاء کی تشکیل ہوئی جو آج کے زمانے میں بھی کراچی کا سب سے بڑا مسئلہ بن کر سامنے آئی ہے۔ دہشت گردی، سٹریٹ کرائمز، فرقہ واریت، مذہبی تشدد اور تفرقہ بازی نے کراچی کا سکون ختم کر دیا۔ اس سے کراچی کی سماجی، تہذیبی و تمدنی زندگی براہ راست متاثر ہوئی مگر اس کی ادبی زندگی بھی ان اثرات سے خود کو نہ بچا سکی۔ لہٰذا کراچی میں تخلیق ہونے والے ادب کے اہم ترین موضوعات میں اس شہر کا امن، دہشت گردی، فرقہ واریت وغیرہ ہیں۔

فہمیدہ ریاض کا بنیادی اور معتبر حوالہ جدید شاعری ہے جس میں ان کا شمار بانی شعراء میں ہوتا ہے۔انہوں نے شاعری کے موضوعات،استعاراتی نظام،علائم و رموز اور قدیم سانچوں سے انحراف کرتے ہوئےنہ صرف ہیئت بلکہ موضوعات میں بھی جدت کی بنیاد ڈالی۔جدید دنیا،اس کے مسائل کا ادراک،سماجی حقیقت پسندی اور عورت کے حقوق کی پاسداری فہمیدہ ریاض کے بنیادی موضوعات ہیں۔

فہیدہ رہاض کا ناول" کراچی " جدید دور کے کراچی کا بنیادی شعور اور اس کے مسائل کا بنیادی ادراک لئے ہوئے ہے ۔ کہانی کا آغاز ایسی فلائٹ میں ہو تا ہے جو کراچی سے براستہ دبئی بر طانیہ جا رہی ہے اور اس میں مر دو خواتین کسی نہ کسی سطح پر کراچی سے کوئی نہ کوئی وابستگی رکھتے ہیں۔اُن کی گفتگو سے کراچی کے مسائل اور اُن کا ادراک چھلکتا دکھائی دیتا ہے۔خاص طور پرجدید دور میں کراچی کو جو مسائل درپیش ہو ئے ،اُن کا بنیادی ادراک فہمیدہ ریاض کے ہاں دکھائی دیتا ہے۔

> "شہر میں کئی برس سے بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔فائرنگ ہوتی ہے اور لوگ مارے جاتے ہیں۔چوریاں،ڈاکے،اغوا غرض تمام پر تشدد،جرائم یا واقعات اکتا دینے والی یکسانیت سے مسلسل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔"(۹)

کراچی ایسے شہر کے لیے اس طرح کے مسائل یقیناً خوف ناک ہیں اور ان کے باعث کراچی کی سماجی زندگی بہت زیادہ متاثر ہوئی۔حالانکہ یہ شہر اپنے اندر بے پناہ وسعت رکھتا ہے۔اور اپنے اندر ہر طرح کی سماجی، تہذیبی اور طبقاتی زندگی کو سمیٹے ہوئے ہے ۔اس صورت حال میں اس شہر میں اس طرح کے ان گنت اور خوف ناک مسائل کا جنم یقیناً اُن افراد کے لیے کرب کا باعث ہے جو کہ حساس ہیں یا جنہیں کراچی سے جذباتی وابستگی ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"شہر کراچی پاکستان ہی کا سب سے بڑا ہیں،اپنی گنجان آبادی اور حیرت انگیز پھیلاؤ کے باعث دنیا کے بڑے شہروں میں شمار کیا جا سکتا تھا۔ریاست کی معیشت کی شہ رگ،ریاستی خزانے کوسب سے زیادہ رقم فراہم کر نے ولا شہر ---۔ جہاں سے لا شیں لوٹائی جاتی ہیں ---۔ جہاں کے شہری پا گل ہیں،جنو نی ہیں۔"(۱۰)

کراچی کی اس پر تشدد صورت حال کے تانے بانے فہمیدہ ریاض نے بین الاقوامی حالات و وا قعات سے جوڑے ہیں۔خاص طور پر افغان جنگ اور روس کی بطور عالمی طاقت کے شکست کے اثرات اس شہر کی بدامنی اورپر تشدد واقعات کا سبب بنے ہیں۔

"ایسا شہر جیسے اس ملک کے جنگجو حکمرانوں نے جرائم،تشدد اور مذہبی جنون کی تاریک جہالت کا زہریلا فضلہ پھینکنے کے لیے کوڑے دان کی طرح استعمال کیا تھا۔جب کہ وہ خود ---۔ جرائم تشدداور تاریک جہالت کو کام میں لا تے ہوئے دنیا کو یک قطبی (uni-poloar)بنانے کی مہم میں جتے تھے---یہ زہریلا فضلہ شہر کی نسوں میں رواں تھا۔"(۱۱)

کراچی میں ہو نے والی بدامنی اور قتل وغا رت گری نے جہاں سماجی اور تہذیب زندگی پر اپنا گہرااثر ڈالا ،وہیں پر اس صورت حال نے عام لوگوں کی نفسیات پر بھی بہت زیادہ اثر ڈالا۔لوگوں کی نفسیاتی کیفیات اس صورت حال سے اس قدر متاثر ہوئی کہ اُن میں بے حسی آگئی۔اب وہ اس قتل وغا رت گری کے عادی ہوچکے ہیں اور اُنھیں اس کا کوئی ملال نہیں ہوتا۔یہ صورت حال بنیادی طور پر خاصی خوف ناک ہے۔اس نے نفسیاتی اور سماجی ڈھانچے کی بنیادیں ہلادی ہیں۔

"قتل کی خبروں کا اب ان پر اثر نہیں ہو رہا۔وہ کثیر التعداد قتل کی وارداتوں پر مذاق بنانے لگتے ہیں۔ایک دوسرے سے آج کا سکور پوچھتے ہیں۔"(۱۲)

سندھ کے بنیادی مسئلے کا ادراک کیا جائے تو جدید دور میں کراچی میں ہونے والی قتل و غارت گری کی بنیادی وجہ لسانی منافرت اورسندھی و غیر سندھی کا فرق ہے۔کراچی کے قدیم باشندوں،ہجرت کرنے والے مہاجرین کے بعد ستر کی دہائی کے آغاز میں کراچی میں اندرون سندھ سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس شہر میں آن بسی۔پھر۱۹۴۷ء کی تقسیم میں آنے والے مہاجرین جو شناخت

اور بحران کے عمل سے گزرتے گزرتے ایک حقیقت کا روپ دھار چکے تھے،ایم ۔کیو ۔ ایم کی تشکیل اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس نے مہاجرین کو اتحاد اور ایک چھتری مہیا کی،اور ساتھ ہی ساتھ اس لسانی کشمکش کا آغاز ہوا جو اپنے نتائج کے اعتبار سے خاصی خوف ناک ہے اور کراچی کے جدید شہری مسائل کی بنیاد بھی۔

"سندھیوں کو یہ خناس دماغ سے نکال دینا چاہیے کہ مہاجر تا عمر اور نسل در نسل یہاں مہمان یا دوسرے درجے کے شہری بن کر رہیں گے۔سندھ اب عملاً دو زبانی صوبہ ہے۔"(۱۳)

کراچی کے آشوب کو فہمیدہ ریاض نے ایک نئے دور کا بنیادی مسئلہ قرار دیتے ہوئے اسے کل کے لیے ایک نئے اشرافیہ کی تشکیل کا عمل قرار دیا ہے۔ان کا خیال یہ ہے کہ یہ بنیادی طور پر طاقت کا ایک کھیل ہے جس میں جیتنے والا اپنا کل محفوظ کر رہا ہے۔سارا کھیل اقتدار اور طاقت کے حصول کے لیے کھیلا جا رہا ہے۔اس کے نتائج صاف ظاہر ہے ایسے ہی آنے تھے جیسے اب ظاہر ہو رہے ہیں۔

"اس گھمسان میں جو در دِزہ کی طرح ایک لاوارث شہر کو جھنجھوڑ رہا ہے،کل کا طبقہ اشرافیہ جنم لے رہا ہے۔وہ لوگ جو آج داو مارلیں گے،انہی کے خاندان کل صاحب حیثیت ہوں گے۔"(۱۴)

فہمیدہ ریاض کا یہ ناول کراچی کی جدید شہری زندگی کے تمام مسائل و معاملات کا احاطہ کرتا دکھائی دیتا ہے۔کراچی کے مسائل اپنے تمام تر زمینی حقائق اور سیاق و سباق کے ساتھ تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔علاوہ ازیں انہوں نے تمام محرکات اور عوامل کا بھی ذکر کیا جنہوں نے کراچی کے موجودہ مسائل کو جنم دیا۔فہمیدہ ریاض کا سیاسی و سماجی شعور،کراچی کے مسائل کا ادراک اور کراچی سے گہری وابستگی اس ناول کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے۔ساتھ ہی ساتھ کراچی کی موجودہ دور کی تہذیبی و مدنی صورت حال بھی خوب صورت انداز میں پیش ہوئی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ شاہدہ بیگم،ڈاکٹر،"سندھ میں اردو"،کراچی:اردو اکیڈمی سندھ،۱۹۸۰ء،ص ۳۱

۲۔ محمد اکرام، شیخ،"آب کوثر"لاہور:ادارۂ ثقافت اسلامیہ،۲۰۱۱ء،ص ۳۴

۳۔ مظہر جمیل، سید، "آشوب سندھ اور اردو فکشن"، کراچی: اکادمی بازیافت، ۲۰۰۲ء، ص ۴۴

۴۔ ایضاً، ص ۴۵

۵۔ ایضاً، ص ۵۳

۶۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، "اردو ادب کے عصری رجحانات کے فروغ میں مجلہ افکار کراچی کا کردار"، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۰۸ء، ص ۴۳

۷۔ عظمی فرخ، "کراچی کے ادبی رسائل۔ایک تجزیاتی مطالعہ"، کراچی: پاکستان اسٹڈی سنٹر جامعہ کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۳۸

۸۔ عظمی فرخ، "کراچی کے ادبی رسائل۔ایک تجزیاتی مطالعہ"، ص ۴۱

۹۔ فہمیدہ ریاض، " کراچی "، لاہور: تخلیقات، ۲۰۱۲ء، ص ۴

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۷

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۰

۱۲۔ ایضاً، ص ۳۰

۱۳۔ ایضاً، ص ۴۶

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۰۵